Registered T. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۳) مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

گورنمنٹ روس نے بحر اسود کو بحر بالٹک سے ملا دینے کی تجویز کر لی ہے۔ کام غالباً جلد شروع ہونے والا ہے۔ ۳۰۰ کروڑ پونڈ کی لاگت آئیگی اور یہہ کل رقوم ان اشتہار سے جبراً وصول کیجائیگی جو اس کنال کے گردگاہ پر واقع ہیں۔ یہہ نہر ۳۰۰ فیٹ عرض میں ۲۰۳ فیٹ عمیق ہوگی تاکہ بڑے سے بڑا جہاز اس میں گذر سکے۔ **ہتھارک** ادبولا کے ایڈیٹر صاحب بابو شنکر لال نے ایک ہزار روپیہ اس شخص کے لئے انعام مقرر کیا ہے جو ثابت کر دے کہ کنواری بیوہ کا دوسرا بیاہ ہندو شاستروں سے جائز نہیں ہے۔ اور کنواری بیوہ کا نکاح ثانی کے جائز اور رواج دینے والی ایسوسی ایشن واقعہ بجنور نے چار پنڈت مقرر کئے ہیں تاکہ اسی مضمون پر بنارس۔ الہ آباد۔ کانپور اور لکھنؤ کے برہمن پنڈتوں سے مباحثہ کریں۔ **پرنس** آف ویلز کو انکی سیر ہندوستان کی یادگار میں کلکتہ یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف لاز کی اعزازی ڈگری دیجائیگی۔ **غیر** مسیحی ممالک کے اشتہار کی نسبت یروشلم میں زیادہ مسیحی مشنری ہیں۔ چرچ آف انگلینڈ کے متعلق دو سوسائٹیاں وہاں کام کر رہی ہیں اور ایک لنڈن سوسائٹی یہودیوں میں انجیل پھیلا رہی ہے۔ **ملک** معظم کا جہاز پانچ [illegible] ناگر سے سیونا کو روانہ ہو گیا ہے تاکہ ان افسران کی بابت جو اسیر ہو گئے ہیں مزید اور مکمل واقفیت حاصل کرے۔ **لارڈ** جارج ہملٹن نے لنکوں میں اثنائے تقریر میں لارڈ کرزن کچھ مباحثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سکیم کے قابل عمل ہونے کے وجوہات بیان کر دئے ہیں جو ہوم گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند پر مجبوراً عاید کیا ہے۔ **کٹیر** لدہ واقعہ کا کیس میں بدامنی ابھی تک جاری ہے اور لوٹ مار ہو رہی ہے۔ **لیڈی** کرزن صاحبہ نے اپنے ڈفرن فنڈ اور وکٹوریہ میموریل سکالرشپ فنڈ کا آخری الوداعی جلسہ ۱۷ ماہ حال کو فرام کیا۔ **۱۹** ستمبر کی رات کو نظام سٹیٹ ریلوے کی سڑک پر تندور اور [illegible] سٹیشنوں کے درمیان ایک مال گاڑی کی بریک کے نزدیک کی اول اور اس کے ساتھ کی پانچ گاڑیاں سڑک پر سے اتر گئیں۔ یہہ سبب تصور کیا جاتا ہے کہ کل جو سخت بارش ہوئی تھی اسکی وجہ سے سڑک دب گئی تھی۔ اس حادثہ کے سبب سے بمبئی مدراس میل ٹرین کو تین گھنٹوں کی دیر ہو گئی۔ **اعلان** دیا گیا ہے کہ ریلوے بورڈ نے برہما میں بجا ریلوے کے متعلق پر تھمانگ سے جو پیدم سیکشن پر ہے مالاگون تک جو منڈلا یا سیکشن پر ہے ریلوے بنائی جاوے۔ **گورنمنٹ** ہند کے دفاتر ۳ نومبر کو شملہ میں بند ہونگے اور ۶ نومبر کو کلکتہ میں کھلینگے۔ **راولپنڈی** میں ۲۰ اکتوبر کو شبرات کے موقع پر ایک مسلمان لڑکا پٹاخے بنا رہا تھا کہ دفعتہ ایک پٹاخہ پھٹ گیا اور لڑکے کا ایک ہاتھ بالکل اڑ گیا دوسرا لٹک رہا ہے۔ سول ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ راولپنڈی میں پلیگ روز پر ہے۔ **رام نگر** میں ایک مسلمان لڑکا شب برات کی رات کو آتشبازی چلاتا ہوا جل گیا صرف آنکھیں بچ رہیں ایک لڑکی بھی جل گئی۔ ایک کا ہاتھ جل گیا اور بہت سے لڑکوں کے کپڑے جل گئے۔ یہہ سب زیر معالجہ ہیں۔ **۲۴** اکتوبر کو علی الصبح مرغ بانگ دینے کے وقت زلزلہ محسوس ہوا مگر ہلکا تھا اور شاید اکثروں کو محسوس بھی نہیں ہوا ہوگا۔ **کال** کے سبب سے مدراس میں ۷۰۰۰ آدمی اور بمبئی میں ۲۱۷۵ اور صوبجات متحدہ میں ۳۴۰۰ آدمی ریلیف فنڈ سے امداد پا رہے ہیں۔ **سینٹ** پیٹرزبرگ اور ماسکو کے درمیان ریلوے تجارت بند ہو گئی ہے۔ سٹرائکیس بڑے مستقل طور پر ہیں۔ **جنوبی** منچوریا میں روسی چینی جنگ اپنی پہلی نشانیں پھر کھول رہا اور روسی اپنی تجارت کو ڈالنی اور پورٹ آرتھر تک وسیع کر رہے ہیں۔ **۲۵** اکتوبر کو کلکتہ میں گورنمنٹ انڈیا پریس کے ملازمان کی ایک کثیر تعداد نے کارخانہ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ ان سب کے لئے کارخانہ کی طرف سے ملازمت کی قطعی ممانعت ہو گئی ہے مگر وہی اشخاص پھر کارخانہ مذکور میں داخل ہو سکینگے جنہوں نے سٹرائک کی مجوزہ مزدوری ہی پر قانع رہنے کے لئے اقرار نامہ پر دستخط کر دی ہے۔ اسی بعض سے لوگوں کی درخواستیں کارخانہ میں از سر نو داخل ہونے کی گذریں امید ہے کہ پریس ۲۶ تاریخ کو پھر کھل گیا ہوگا۔ **بنگال** سکریٹریٹ پریس کے ملازمان نے بھی کام چھوڑ دیا ہے۔ **پرنس** آف ویلز کی سیر ہند کے متعلق ان کے سفر کے ہمراہ ایک خاص ڈاک خانہ مقرر کیا جائیگا۔ **لارڈ** لیمنگٹن صاحب گذشتہ جمعہ کے روز پونا سے بمبئی میں آ گئے ہیں اور اب بمبئی میں مقیم ہیں۔ **بھوانی** پور واقع کلکتہ میں بعض ہندوؤں نے بھی کالی گھاٹ پر تجاویز کرکے فتوے دیدیا ہے کہ آئندہ ولایتی کپڑا کوئی نہ دھوئیں۔ **موضع** دہالیوال [illegible] میں ۱۳ اکتوبر کو ایک شخص مسمی رلیارام نے اپنی عورت کی ناک کاٹ دی۔ ملزم جرم کا اقبال کر لیا مقدمہ دائر ہے

اڈیٹوریل نوٹس

افریقہ میں نرخ غلہ

افریقہ میں نرخ غلہ۔ آٹا گندم ۱۲ سیر پختہ۔ روغن زرد ۱½ سیر۔ چاول باریک ایک سیر اور دوسرے چار سیر۔ دودھ ایک بوتل ا ر ۲ پائی۔ نمک فی روپیہ ۱۸ سیر دال مونگ ۶ سیر۔ دال مسور ۴ سیر۔ مٹی کا تیل فی کنستر تین روپیہ۔ سرسوں کا تیل ۱۳ روپیہ کا ۱۸ سیر۔ گڑ تین سیر فی روپیہ۔ چینی دانے دار دیسی اور مصری اور بتاشہ ہرگز نہیں ملتی۔ پیاز ایک روپیہ کا چار سیر۔ تماکو ۳ سیر۔ افیوں ایک روپیہ تولہ۔ چرس ایک روپیہ تولہ۔ آلو دو پیسے سیر۔ لہسن ۱۲ سیر۔ ہاتھی دانت بیشمار ہے۔ ۰۰۰، روپیہ دیکر سرکار سے اس کا لائسنس ملجاتا ہے۔ ہندوستان کے آدمیوں کی تنخواہ محکمہ پولیس میں ۲۱ روپیہ ہے اور بوٹ علاوہ سرکار سے مفت ملتے ہیں؛

ڈھیماں دچوں نکلکے واہن وچہ پھنسے

اخباروں میں اکثر اور بذریعہ خطوط اور زبانی کے بسا اوقات سننے میں آرہا ہے کہ آریہ صاحبان میں سے اکثر پنڈت اور ودوان آریہ دھرم کو خیرباد کہہ کر مسلمان ہوگئے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ ہمنے ایک آریہ نومسلم کی ایک کتاب پر مختصر ریویو کیا تھا آج ہمارے ایک نامہ نگار کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ چندوسی ضلع مرادآباد میں ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مسمی پنڈت ہر پرام آریہ ساکن علاقہ ملتان چندوسی کی جامع مسجد میں مسلمان ہوگیا۔ بعد مسلمان ہونے کے ایک لکچر آریہ مت کی تکذیب اور اسلام کی صداقت میں دیا۔ یہہ شخص انگریزی فارسی اور سنسکرت سے بخوبی واقف ہے۔ اکثر مقامات پر اس قسم کی کارروائی سنی گئی ہے تاہم یہہ لوگ اپنی بدزبانی اور جھوٹی صداقت پر ناواجب حملے کے ساتھہ عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور یہہ خیال نہیں کرتے کہ اکثر عیسائی اور مسلمان بلا کسی کوشش کے آریہ مت کو چھوڑ رہے ہیں"؛

ہماری دانست میں یہہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ آریہ مسلمان ہوجاوے اور نہ ہی یہہ نومسلم کے لئے آیندہ کی بہبودی اور خوشنودی اور نجات سرمدی کا باعث ہے۔ یہہ تو وہی پنجابی مثل ہے کہ "ڈھیماں دچوں نکل کے واہن وچہ پھنسے" پہلے تو آپ تناسخ کے چکر میں آئے ہوئے تھے مگر خدا خدا کرکے اس چکر سے نکل آئے لیکن اب آپ ناامیدی کی دلدل میں آن پھنسے۔ قرآن میں نہ تو یہہ مرقوم ہے کہ محمد صاحب نجات دلانیوالے ہیں اور نہ ہی اعمال حسنہ کے سوائے کوئی اور طریقہ مذکور ہے۔ اعمال حسنہ کی تعلیم تو آریا بھائیوں میں بھی ہے کہ نیکی کرو تو بار بار جنم سے رہت ہوجاؤگے۔ ہماری دانست میں انکو فائدہ تو کچھہ بھی نہ ہوا۔ عدل اور غضب کے تحت میں تو حضرت ویسے کے ویسے ہی رہے۔ آپکی رستگاری کی امید ہی کیا ہوسکتی ہے۔ ہم تو آریہ نومسلم صاحب کو صلاح دیتے ہیں کہ اور تحقیقات کریں؛

جاپانی ترقی وانکشاف کے ماخذات

جاپان کی ترقی وانکشاف کے ماخذات دراصل یورپ اور امریکہ ہیں۔ انکی تہذیب وتعلیم اور دیگر دنیاوی امور انہیں ممالک کی خوشہ چینی اور تقلید سے پیدا ہوئے ہیں۔ دراصل جاپان کو انہیں ممالک کا بچہ سمجھنا چاہئے اسکی پیدایش وپرورش اور نشو ونما انہی گہوارے میں ہوئی۔ اس تمام سلسلہ کے لئے شہنشاہ گویا انکی دایا اور والدہ تھا۔ اہل جاپان اپنی تمام ترقی وتہذیب کے لئے اس کا ممنون واحسان مند ہے۔ کہتے ہیں کہ جب شہزادہ موتاؤہیتو جوان تھا اور ابھی تک تخت نشین نہوا تھا تو اس نے دربار کے تمام جوانوں کو اپنے پاس فراہم کیا اور انکو مختلف مضامین کیلئے اتالیق مقرر کیا۔ مگر جونہی کہ وہ شہنشاہ ہوگیا ۱۸۶۷ء، تو اس نے اس سسٹم کو ترقی دی۔ اور چند سال بعد اس نے شہزادہ ایواکورا کو معہ ایک جوگہ طلبا، کے یورپ اور امریکہ میں بطور سفارت بھیجا تاکہ جب ضرورت ہو تو جاپان کے سسٹم میں تغیر وتبدل کیا جاوے۔ ان طلبا، میں سے اکثر بوڑھے بوڑھے آدمی آج سلطنت کے عمایدواراکین ہیں۔ جب وہ اپنی اپنی تعلیم حاصل کرچکے اور انکا اتالیقی کا زمانہ پورا ہوا تو شہنشاہ نے سبھوں کی خوب چھان بین اور تحقیق وتدقیق ہر پہلو سے کی۔ اور اس نے انکو عام تعلیم کے لئے مختلف ممالک میں تجارت کے لئے انگلستان اور امریکہ میں جہازسازی کے لئے انگلستان میں۔ فوجی تعلیم کے لئے جرمنی میں فن جہازرانی کے لئے انگلستان میں قوانین کے لئے مختلف ممالک میں طب کے لئے جرمنی میں۔ موسیقی اور فنون شریفہ کی تحصیل کے لئے فرانس اور اٹلی میں بھیجا۔ جب یہہ لوگ تعلیم پاکر اپنے ملک میں واپس آئے تو اپنا تمام علم جاپان میں پھیلانا شروع کیا جگہ جگہ مدارس اور کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہوئیں اور رفتہ رفتہ بہانتک ترقی کی کہ آج ہر فن میں انہوں نے کمال کر دکھایا ہمارے ہندوستانی بھائی اور خصوصاً مسیحی لوگ اس نمونہ کی پیروی نکرینگے؟ کیا اسی قسم کی ایک سفارت ہندوستان خاص مسیحیوں کی طرف سے نہیں جاسکتی ہے؟ اگر ایسا کیا جاوے تو ضرور مسیحی لوگ ایکدن جاپان کی سی ترقی ضرور کر جائینگے اور ایک قوم بنجائینگی ہم مسیحیوں کی مالی اور تعلیمی اور تمدنی حالت بہت ادنی ہے اور اگر سچ پوچھو تو وہ دیگر قوموں سے بہت پیچھے رہے ہوئے ہیں۔ واقعی سرکار میں تو ابھی انکی قومیت ہی نے قرار نہیں پایا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تذکرۃ الحکماءِ یونان

۲- **طرزِ تعلیم** - سب سے زیادہ مشہور اور سقراط کا خاص طریقۂ تعلیم سوال و جواب کی صورت میں اپنے مخاطب سے کلام کرنا تھا۔ وہ مسلسل تشریح کے ذریعہ سے نہیں بلکہ منصفانہ سوالات کے ذریعہ سے لوگوں کے اندر واقفیت پیدا کیا کرتا تھا۔ اِس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے دل میں سے پوشیدہ علم کو صرف باہر نکال دیا کرتا تھا۔ اور اس لئے افلاطون کی تصنیفات میں وہ آپ نے آپ کو قابلہ اور اپنے ہنر کو علم قابلہ (یعنی دائی پنا) کہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سقراط اور افلاطون ہر دو یہہ خیال کرتے تھے کہ تعلیم کی تمام خوبی اس بات میں مشتمل ہے کہ ان شریف خیالات اور آرزوؤں کو جو ہر ایک شخص کے ذہن میں مخفی ہیں جنا دے (یعنے منکشف کردے)" (معذرت نامہ ۱۵ صفحہ)۔ اس کا یہہ طرز اہل یونان کی گھروگی اور بازاری اور ملکی اور عدالتی اور مجلسی اور مذہبی زندگی سے بہت ہی تعلق رکھتا تھا اور اس کو وہ اس امر کے نہایت ہی حسب حال تصور کرتا تھا۔ نیز چونکہ یہہ ایسے معاملات تھے جنھیں کہ ہر ایک شخص پوری پوری واقفیت اور مہارت رکھنے کا دم بھرتا تھا اور دوسروں کے معلم ہونے کا دعوے کرتا تھا اس لئے سقراط ناواقف بنکر عموماً ایسے سوالات پوچھا کرتا تھا کہ انصاف کیا ہے؟ دینداری کیا ہے؟ قانون کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ مطلب اُنکہ وہ سب سے پہلے ہر ایک بات کی تعریف دریافت کرتا تھا۔ لیکن چونکہ لوگ ٹھیک ٹھیک تعریف کرنیکے عادی نہ تھے۔ لہٰذا سقراط ایسے بے ٹھکانے اور غلط جواب پاکر پھر اُن سے ایسے طور پر سوالات کیا کرتا تھا کہ مخاطب اپنی تقریر میں آپ ہی متباین ہو جاتا تھا۔ اِس طرح سقراط اپنے مخاطبین پر ظاہر کردیا کرتا تھا کہ اسکی تعریف اپنے دائرہ میں کیسی تنگ یا نامناسب طور پر نہایت ہی دسیع ہے یا فلاں فلاں امور میں فلان فلان نقص اور عیب پایا جاتا ہے۔ مخاطب اپنی تعریف کی از سر نو ترمیم کرکے دوسری تعریف پیش کرتا ہے مگر پھر سقراط اس سے ایسے طور پر سوالات کرنے لگ پڑتا ہے کہ بیچارہ پھر اس ترمیم شدہ تعریف کے تبادل اور تعریف کرنے پہ مجبور ہوجاتا ہے۔ الغرض اسی قسم کی کئی ایک ترمیم اور تنسیخ کے بعد مجیب لاچار ہوکر اِس بات کا مقر ہوجاتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا یا نہایت ہی حیران اور پریشان ہوکر بے دل ہوجاتا ہے۔ اس قسم کی طرزِ تقریر کی مثالیں افلاطون کا مکالمہ موسومہ یوتھوفرون ہے اور نیز وہ مکالمہ جو اُس نے یوتھوڈیمس کے ساتھ کیا۔ جسکی ایک نظیر زینوفن کے یادگار سقراط میں موجود ہے جس کا ہم ذکر کرچکے ہیں اور نیز التمدن میں ہے۔ اِسی لئے اِس کے مکالمات منفی نتایج میں ختم ہوتے ہیں جن سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مجیب سوال کے جواب دینے سے بالکل عاری ہے۔ اِس طرزِ تعلیم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اِس طرزِ مکالمہ اور اشیاء کی قسم اور جنس کی منطقی تقسیم کے طریقہ میں کیسا نزدیکی تعلق اور لازمی رشتہ ہے۔ اس طرز سے سقراط کی یہہ مراد ہوتی تھی کہ اِن تمام مخفی اور غیر معینہ خیالات کے سلسلہ اور باہمی لگاؤ کو جو اس لفظ میں ملفوف مرکوز ہے ظاہر کردے اور اس کل مضمون کا ایک مختصر مگر پُر معنی تصور اپنے مخاطب کے ذہن میں پیدا کردے۔ اس طریق سے وہ اُس قاعدہ پر آجاتا تھا جسکو کہ افلاطون واحد کو جمع میں اور جمع کو واحد میں دیکھنا کہتا ہے (فائیڈرس ۲۶۵ د) یعنی کلیت میں جزیت اور جزیت میں کلیت کو دیکھنا۔

دوسرا بڑا مشہور طریقۂ تعلیم تشبیہ یا انالوجی ہے وہ امر متنازعہ فیہ کی توضیح و تشریح کے لئے خاص خاص پیشوں اور فنوں کے ماہروں کی مثالیں بطور تشبیہ یا تمثیل کے لاتا ہے مثلاً نجار۔ ملاح۔ موسیقی دان۔ طبیب یا جراح کی۔ اور اُس کے علم کی جڑ تال اور چھان بین کرتا ہے۔ اور اِس فن کے مخرج اور مدارج اور نفع و ضرر پر گفتگو کرتا ہے اور اِس کے فن کی ماہیت اور اہمیت بیان کرتا ہے۔ اور پوچھتا ہے کہ جب اس قسم کے ہر ایک ہنر اور فن اور علم کی ایسی غور پرداخت ہوتی ہے تو فن راستی یا فن مجلس یا مفید طرز معاشرت میں ایسی غور پرداخت کیوں نہ ہونی چاہئے جسکی سبھوں کے لئے اشد ضرورت ہے۔ سقراط اس امر کو معلوم کرلیتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے زعم میں یہہ خیال پختہ پکا کے بیٹھا ہے کہ میں اس امر سے بخوبی واقف ہوں اور ساتھ ہی اپنے اِس علم پر پورا پورا بھروسہ اور اطمینان رکھتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ نہیں جانتا کہ میں نے اپنا علم کہاں سے اور کن مدارج سے حاصل کیا ہے۔ وہ ثابت کردیتا ہے کہ کسی نے بھی کبھی اپنے علم کے منبع یا وسایل یا مخرج یا نفع و ضرر پر غور و فکر نہیں کی۔ انہیں سے کوئی بھی اُن تصورات کا جو اُس کے ذہن میں ہیں پورا پورا اور صحیح صحیح بیان نہیں کرسکتا اور نہ ہی اپنا علم دوسرے سے لائق طور پر سکھلا سکتا ہے اسکی مثال التمدن اور پروٹاگورس میں خصوصاً موجود ہے ✦

برما اور جزائر انڈیمان کے درمیان بے تار کی تاربرقی جاری کرنے کا ارادہ ہے تاکہ عوام اس سے فائدہ اٹھاویں چند عرصہ سے سرکاری خبریں برابر آتی جاتی ہیں ✦

مُراسلات

نمبر (۱۱)

ایک مشرقی سلطنت میں کسی جوان وکیل کے یہاں کوئی خاندانی عبادتگاہ نہ تھی کسی نے اسکی تربیت کی اور وہ جانتا تھا کہ اس سے اسکو بہت فائدہ پہنچا وہ گرجے جاتا مذہب کی قدر کرتا اور مسیح میں پوشیدہ امید رکھتا تھا۔ اُس کے گھر میں ایک ایک کرکے بچے ہوتے گئے اور اس قدر بڑے ہوگئے کہ سوالات کرنے لگے اُس نے اِس معاملے پر بڑے فکر سے غور کیا اور یہہ نتیجہ نکالا کہ میں بغیر خاندانی عبادت کی اس تاثیر کے جسمیں میں خود رہا ہوں اپنے بچوں کی تربیت نہیں کرسکتا ہوں اور اسی وقت سے اس نے خاندانی عبادت شروع کردی اسکی بیوی بائبل پڑھتی تھی۔ اور وہ دعا مانگتا تھا اگرچہ انہیں سے کوئی بھی پیشتر دعا کا ماننے والا نہ تھا پس اے باپو اور اے ماؤ تم میں اتنی توفیق نہیں کہ اپنے بچوں کو اس تاثیر کے بغیر پرورش پانے دو بہت سے بچوں کے اوپر ایسی تاثیر ہوئی ہے۔ اور شاید تمہارے بچوں پر بھی ہوگی ہو کہ جس سے انکا پلڑا ایسا پلٹا کہ انہوں نے شرارت اور ذلت کی زندگی سے نکلکر خوشوقتی اور فیضیابی کی زندگی کو اختیار کرلیا ہے جبکہ چھوٹی باتوں سے یہہ پلڑا پلٹ جاتا ہے تو کتنا زیادہ بڑی باتوں سے نہ پلٹیگا خاندانی پرستش کوئی چھوٹی بات نہیں ہے جہاں تک ہم سے ہوسکتا ہے ہم اُن تمام وسایل کو اختیار کرنیکی تاکید کرتے ہیں جنسے ہمارے بچے بڑے ہوکر سوسائیٹی اور کلیسیا کے نیک اور مفید ممبر بن جاویں۔

علاوہ بچوں کے خاندانی عبادت خاندان کے اور شرکا کے لئے بھی مفید ہے یعنے اُن کے لئے جو ہمارے نوکر ہیں وہ تیرا خادم اور تیری خادمہ اور اجنبی جو تیرے پھاٹک کے اندر ہے اور دوست جو ہمارے مہمان ہیں یہہ فقرا بائبل میں کتنی مرتبہ آیا ہے۔ اور خدا ایسو نکی ضروریات کو رفع کرنے کے فرض پر کیسی تاکید کرتا ہے ہمنے کسی صورت سے مکمل طور پر اپنے فرض کو ان اشخاص کی نسبت جو ہمارے نوکر ہیں پورا نہیں کیا ہے جبکہ ہم نے صرف اُنکی مزدوری ہی ادا کی ہے جب ہم ان لوگوں سے جو ہمارے گھر میں مہمان ہیں۔ خوش اخلاقی اور مہمانوازی سے پیش آتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اُن کے اوپر مسیحی تاثیر ڈالیں اور کوشش کریں کہ جبتک وہ ہمارے ساتھ ہیں انکو فائدہ پہنچا دیں۔ اُن کے دلوں تک پہنچے اور انہیں روحانی فائدہ پہنچانے کے لئے اِس سے بڑھکر اور کون بہتر طریقہ ہوسکتا ہے کہ ہم خانگی عبادت میں اُن کے لئے دعا کریں۔ اور ہر روز ان کے دلوں پر مسیحی دعا اور بائبل کی سچائی کی تاثیر ڈالیں۔

بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گھروں میں کبھی دعا نہ سنی تھی اپنے دلکی تبدیلی کو اُن سنجیدہ دعاؤں کے ساتھ منسوب کرتے ہیں جو اُن کے حق میں یا اُن گھروں میں مانگی گئیں جہاں پر کہ وہ چند عرصہ کے لئے سفر کرتے وقت ٹکتے تھے۔ کسی سوداگر نے ایک نئے محرر کو اپنی دکان پر نوکر رکھا جبکہ ایک ساتھ ملکر پہلی حاضری کھا چکے تو وہ خاندانی دعا میں شامل ہونے کے بغیر چلا جانے کو تھا۔ کہ سوداگر کی بیوی نے اُسے بلاکر اس کے ہاتھ میں بائبل دی اُس نے ایک باب پڑھا اور بڑی دلسوزی سے دعا کی چند ہفتوں کے بعد محرر کا دل تبدیل ہوگیا اور وہ اس کا سبب ان دلسوز دعاؤں کو بتلاتا تھا جو اُس کے آقا کے خاندان میں مانگی گئیں یہی حالت اور بہت سے محرروں کی ہوئی ہے یعنی اجنبیوں کی جو پھاٹک کے اندر تھے۔

ایک دفعہ ایک وکیل جنوبی ملک میں سفر کررہا تھا تمام دن گھوڑے پر سوار رہنے کے بعد ملک کے ایک ویران حصے میں اُسکو رات ہوگئی۔ ایک تنہا مکان پر پہنچکر اسکو رات کے بسیرے کے لئے پناہ اور جگہ ملگئی مالک مکان کے یہاں ایک بات دیکھکر اُس کے دلمیں شبہہ گزرا اور اُسے بڑی بے چینی معلوم دی کیونکہ اس کے پاس روپیہ بہت تھا اُسے سونیکا کمرہ بتلایا گیا۔

وہ سوچنے لگا کہ میں یہاں پر ایسی ویران جگہ پر ہوں اگر یہہ لوگ چاہیں کہ مجھے سوتے میں مار ڈالیں اور میرا روپیہ چھین لیں تو کون انکو روک سکتا ہے مجھے یہاں پر کسی طرح کی مدد نہیں ملسکتی ہے اور رات کی تاریکی کیوجہ سے کہیں جا بھی نہیں سکتا ہوں!

اس نے کھڑکیاں مضبوطی سے بند کردیں اور دروازے پر میز اور چوکیونکی روک لگادی۔

اور ارادہ کرلیا کہ تمام رات بیٹھکر اپنے آپکو حملے سے بچاوے بہت جلد اسکو دوسرے کمرے سے دھیمی آواز سنائی دی اُس نے خیال کیا کہ بیشک وہ میرے مار ڈالنے کی تدبیر کررہے ہیں دروازے کی دراز سے کان لگا کر اُس نے دعا کی آواز سنی۔ وہ خاندانی دعا میں مشغول تھے اُس کے کانوں میں یہہ الفاظ سنائی دیئے۔

اے خداوند اس اجنبی کو جو تیری پروردگاری سے آج رات ہماری چھت تلے پناہ پانے کے لئے لایا گیا ہے اپنی برکت بخش۔

وکیل خود مسیحی نہ تھا لیکن اُس کا ڈر فوراً جاتا رہا اس نے روک کو دروازے پر سے ہٹادیا اور پلنگ پر جاکر اطمینان کے ساتھ میٹھی نیند سویا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ گھر جسمیں خدا کا خوف ہے اور اُسکی عبادت کی جاتی ہے سونیکی محفوظ جگہ

ایڈیٹر نورافشان

کیا آپ مہربانی سے چند ہفتے اپنے اخبار کے چند کالم مجھے دیسکتے ہیں۔ کہ میں اپنے خیالات حقیقی مسیحیت کی نسبت عموماً پبلک کے سامنے خصوصاً مسیحیوں کے سامنے پیش کروں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ مسیحی بھائی میرے خیالات دیکھینگے۔ کہ جبتک میں اپنے خیالات ظاہر نہ کرلوں۔ اسوقت تک خاموش رہیں۔ اور ان اوراق کو حفاظت سے رکھیں۔ اس کے بعد آپ بھی اور آپ کے اخبار کے مسیحی ناظرین بھی ان خیالات پر اپنی اپنی قیمتی رائے ظاہر کریں۔ یہہ تحریر دیباچہ کے طور پر درج کرکے نمبر اول سے شروع کردیں انشاءاللہ ہفتہ وار بھیجتا رہونگا ؛

وہوا ہذا

ہست بر معرفت مدار اینجا
کفر و اسلام راچہ کار اینجا

معرفت الٰہی

معرفت الٰہی میں ترقی کرو قلسی ۱/۱۰

ہر ایک مذہب کی بنیاد خدا ہے۔ اُس کا اعتقاد خواہ مختلف طریق پر ہو۔ جسقدر مذاہب دنیا میں ہیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح خدا کی ہستی کے قایل ہیں لیکن ہستی کا قایل ہونا ایک بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت یا پہچان حاصل کرنی امر دیگر۔ غیر ادیان کے بعض بعض فرقوں میں الٰہی معرفت کے آثار تو نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقی معرفت معدوم۔ لہٰذا روحانی ترقی معدوم۔ وجہ اُسکی یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی کام میں ترقی نہیں کرسکتا۔ جبتک کہ اُسکو شروع نہ کرے اور ترقی کا کمال اُسی صورت میں حاصل ہوسکتا۔ جبکہ درست اور ٹھیک طریقہ پر شروع کیا جاوے۔

مثلاً اگر کوئی چاہے کہ قطب شمالی کو دیکھے۔ تو ضرور ہے کہ وہ شمال کو روانہ ہو۔ لیکن اگر وہ جنوب کی سمت روانہ ہو۔ تو ہرگز ہرگز کامیابی حاصل نہ کریگا۔ کیونکہ اُس نے درست راستہ اختیار نہیں کیا۔ یونہی جب تک درست اور راست طریقہ پر معرفت الٰہی کی شناخت حاصل نہ کریں۔ اُسمیں ترقی نہیں کرسکتے۔ اسپر فارسی کا یہہ شعر صادق آتا ہے ؛

؛ ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی ؛
؛ کیں راہ کہ تو میروی بترکستانست ؛

لاریب ادیان غیر خدا کی ہستی کے تو قایل ہیں مگر شناخت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ درست راہ پر انہوں نے قدم نہیں رکھا ہوا ہے اسمیں ترقی کرنا اور کمال حاصل کرنا ان کے امکان سے باہر ہے۔ خیال کرنے کی جگہ اور غور و خوض کا مقام ہے کہ جب صفات الٰہی پر نگہ کیجاتی ہے۔ کہ وہ لامحدود۔ لامکان۔ لازمان بے چون وچرا۔ بے عدیل۔ بے نظیر۔ بے مثل ہے۔ تو انسان ضعیف البیان کی محدود عقل بحر تفکر میں ایسی غوطہ زن ہوتی اور اس کا ایسا دم گھٹنے لگتا ہے کہ جھٹ سر اوپر نکال لیتا ہے۔ کیونکہ ناقص العقل ہستی کے وہم وگمان میں بھی ایسی ہستی کا خیال نہیں آسکتا۔ جبکہ ایسی بعید الفہم ہستی کا خیال ہی آنا مشکل بلکہ دشوار ہے۔ تو اُسکی شناخت کیسے حاصل ہوسکتی ہے اور جب شناخت ہی ٹھیک نہ ہوئی۔ تو پھر معرفت کہاں ترقی کرنا تو درکنار رہا۔ چونکہ اُسکی شناخت کا صحیح خیال ہمارے ذہن میں۔ جو کہ محدود۔ مکانی اور زمانی ہیں۔ نہیں آسکتی۔ تو پھر اُس کا تصور بھی نہیں بندھ سکتا۔ اور جبکہ تصور ہی اس کا نہ بندھا۔ تو خصور دلے اُسکی عبادت کیسے ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ہم بغیر صورت کے کسی ہستی کا تصور نہیں باندھ سکتے۔ جبکہ ہمارا معبود بے چون وچرا۔ بے نظیر و بے مثل ہے تو ایک خیالی خدا کی عبادت پراگندہ خیالات سے کرتے ہیں۔ جسکو عبادت نہیں کہہ سکتے۔ اس صورت سے ہم کیونکر اپنے معبود کی معرفت میں ترقی کرسکتے ہیں لیکن رسول مقبول متن کی آیت میں فرماتا ہے کہ تم معرفت میں ترقی کرو۔ لہٰذا ہم پر فرض ہے۔ کہ اوّل معرفت کا ٹھیک طریق اختیار کریں۔ تب ترقی کرینگے ؛ جیسا کہ دنیا میں ہر شے کی شناخت کے حصول کے دو طریق ہیں۔ یعنے صفات اور ذات۔ یونہی معرفت الٰہی۔ کے حصول کے بھی دو ہی طریقے ہیں۔ اور وہ بھی صفات اور ذات ہیں ؛

اولاً صفات۔ نیچر اور الہام سے خدا کی بعض صفات ظاہر ہیں۔ جیسے خالق۔ رازق۔ حافظ۔ ناصر۔ لیکن ان اور دیگر ایسی صفات سے الٰہی ہستی کا پورا علم انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا اور ہووے بھی کیونکر۔ ایک محدود ہستی کی ذرا سی کھوپڑی میں لامحدود کیونکر سما سکتا ہے۔ کیا سمندر کوزے میں بھر سکتے ہیں۔ اگر یہہ ناممکن ہے۔ تو خدا بھی انسان کے دماغ میں نہیں (انسانی کوشش سے) آسکتا۔ علاوہ اس کے نیچر سے اوتعالیٰ کی کل صفات بھی حاصل نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا ناکامل انسان ان کامل صفات کے مقابل اپنے آپ کو ایک کمبخت اور وہمی ہستی تصور کرنے لگ جاتا ہے جس کے باعث اس ملک کے اکثر لوگ مایا (دھوکا) کے گرداب میں پھنسکر ناامیدی کے بھنور میں چکر مارتے ہوئے غرق ہوجاتے ہیں۔ اُن کے خیال میں خدا اور انسان اور سب کچھ وہم ہی وہم معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا صفات سے خدا کی ہستی کا علم جیسا کہ چاہیے۔ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن انسان کی دلی آرزو یہہ ہے۔ کہ جبراعلیٰ ہستی کے ساتھ اُس کا ابدی تعلق ہے۔ اُس کا ذاتی علم نصیب ہو ؛

ثانیاً - ذات - خدا نے ابتدائی الہام میں حضرت موسیٰ پر اپنے ذاتی نام کو ظاہر کیا - اور اپنا وہ اسم اعظم **یہوواہ** اسکو تبلایا - جس نے اُسکی ذات پر صفات کا اظہار ہوتا ہے - بنی اسرائیل کے واسطے یہہ نام ایسا ڈراونا اور خوفناک تھا کہ وہ اسکو نہ صرف زبان پر نہ لا سکتے تھے - بلکہ لکھتے وقت بھی پورا نام نہیں لکھتے تھے - جب اس نام کو لکھنا ہوتا - تو اکثر صرف اُس کا پہلا حرف **یو** دینے ہی لکھدیا کرتے تھے - جس سے انکی مراد یہوواہ ہوتی تھی - اب نہ تو کامل صفات کا خیال انسان کے دماغ میں آسکتا تھا - اور نہ اس خوفناک اسم ذات سے اُسکی شناخت حاصل ہو سکتی - بلکہ صفاتی نام اور پہچان سے تو انسان کسی قدر خدا کا علم رکھہ کر اس نام کے نزدیک جانے کی دلیری حاصل کرتا تھا - لیکن اس ذاتی نام نے انسان کو خدا سے اور پرے ہٹا دیا - اور جب اس ذاتی نام کے ساتھہ یہہ بھی سنا دیا گیا کہ تیرا خدا بھسم کرنے والی آگ ہی - تو رہے سہے ہوش و حواس اور بھی اڑگئے ؛

روائیت ہی کہ ہیکل کے قدس الاقدس میں جہاں سردار کاہن سال میں صرف ایک دفعہ جایا کرتا تھا ایک دفعہ وہاں جاتے ہوئے ایک سردار کاہن ایسا خوفزدہ ہوا - کہ اور کاہنوں نے اسکی کمر میں رسہ باندھدیا کہ اگر خدا اُسکو بھسم کرنے لگے - تو ہم اُسکو باہر کھینچ لینگے - اب خیال کیجئے - کہ ایسی خوفناک ہستی کا تصور انسان کیونکر باندھ سکتا ہے - چونکہ یہہ امر محال تھا - لہذا انسان نے اپنے کو ڈھارس دینے اور معبود کا تصور باندھنے کے خیال سے بت پرستی ایجاد کی - دنیا میں بت پرستی کے ایجاد کا سبب ہی صرف یہی ہوا ہے ؛ شریعت کے خوفناک عہد کا بیان ہم سب جانتے ہیں - کہ جب لوگوں نے درخواست کی خدا ہم سے نہ بولے - کیونکہ انکو یہوواہ سخت ڈراونا خدا معلوم ہوا تب خدا تعالیٰ نے انسانی ضرورت اور روح کی حاجت کو پورا کرنے کے واسطے اپنا دوسرا ذاتی نام ظاہر کیا جس کے وسیلے ہم نہ صرف اُس کا عام علم ہی حاصل کر سکے - بلکہ پوری معرفت کے درجہ تک ترقی کرتے چلے گئے اور نہ صرف معرفت ہی حاصل ہوئی بلکہ وہ خاص تعلق بھی جو خدا اور انسان کے درمیان ہے اس ذاتی نام سے حاصل ہوگیا - اور یہہ ذاتی اسم اعظم او تعالیٰ نے عہد فضل میں ظاہر کیا ہے - اور وہ اسم اعظم **محبت** ہے - چنانچہ پیارا رسول اپنے پہلے خط کے چوتھے باب کی ۸ و ۱۶ آیات میں فرماتا ہے کہ

خدا محبت ہے ؛

یہوواہ نام کے ساتھہ وہ تمام عدل و انصاف اور قہر و غیرت کے واقعات علاقہ رکھتے ہیں جنکا بیان عہد شریعت میں موسیٰ نے لکھا ہے - لیکن سبحانہٗ تعالیٰ کے اس مبارک نام محبت نے ہم پر اُسکی مہربان ذات کو ایسا ظاہر کیا - کہ ہم نے معلوم کیا - کہ خدا نہ صرف ایک حاکم اور عادل بادشاہ ہے - بلکہ مہربان باپ ہے - اور وہ اس نام اور ذات کے وسیلے انسان کے یہانتک نزدیک ہوا کہ ہم نے اس کی سنی - اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا - تاک رکھا - اور ہمارے ہاتھوں نے اسکو چھوا - جس یہوواہ کی نسبت بنی اسرائیل نے درخواست کی کہ وہ پردہ میں بھی ہم سے نہ بولے - اب اُسی کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا - اور اپنے ہاتھوں سے چھوا - اور خوش ہوئے - خدا کے اس ذاتی نام **محبت** کا ظہور یسوع میں ہوا یہی وہ مظہر ذات الٰہی ہے - جس کے وسیلے نہ صرف ہمکو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے - بلکہ جس قدر ہم یسوع کی پہچان میں ترقی کرینگے - اُسی قدر معرفت الٰہی میں ترقی کرتے جائینگے - جب ہم اس مظہر الٰہی کو اپنی مانند اور اپنے جیسا دیکھتے ہیں - تب اس کے زیادہ نزدیک ہوکر اُسکی یعنے الٰہی ماہیت سے واقف ہوسکتے ہیں - کیونکہ وہی ہاں صرف وہی ایک اللہ کی ماہیت کا نقش ہے اُسی کی ذات سے انسان کی وہ فطرتی خواہش اپنے معبود کو دیکھنے کی پوری ہوتی ہے - جس سے وہ اپنے معبود کا حقیقی تصور بخوبی باندھ سکتا ہے - اور اس کو اپنے سامنے دیکھکر اسکی سچی عبادت حضور دلے کر سکتا ہے - اور یوں ہر طرح کی بت پرستی سے بچ سکتا ہے ؛

پس چونکہ خدا محبت ہی - اور جو شخص خدا کی پہچان کی آرزو رکھتا - اور معرفت کا مدعی ہے - ضرور ہے کہ اُس معرفت کا ظہور محبت میں ہو کیونکہ جو محبت میں رہتا ہے سو خدا میں رہتا ہے - ۱یوحنا ۴:۱۶ اور جو محبت میں ترقی کرتا ہے - سو معرفت الٰہی میں ترقی کرتا ہی ؛

تنبیہ - یاد رہے کہ کوئی بشر بغیر اس مظہر کے معرفت الٰہی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا - کیونکہ یہی ٹھیک طریقہ الٰہی معرفت کے حاصل کرنے اور اُسمیں ترقی کرنے کا ہے ؛

از خیالات

باقی ع۲ میں - واعظ

جواب استفسار مسٹر جے - اے فلپ

(۱) لگائے ہوئے ٹکٹوں پر اگر دستخط یا لفظ شیپڈ لکھدیا جاوے تو استعمال شدہ ٹکٹ پر موٹے حرفوں میں عبارت لکھدے یا ڈبل لکیریں کردے تو ڈاکخانہ والے جلدی سے یہہ تمیز نہیں کر سکتے ؛

(۲) اگر کوئی شخص استعمال شدہ ٹکٹوں کو بطور یادگار رکھنا چاہے جیسا کہ اکثر معزز انگریزوں میں زیادہ شوق ہے - تو وہ ٹکٹ جنپر کوئی دستخط یا حروف ہوں بھدے ہوں گے - تواریخ میں بادشاہوں کی شبیہ اتارنے میں

وقت ہوگی ؛

پبلک کو یہہ خیال کرنا کہ ڈاکخانہ میں ٹکٹ مارے جانیں کوئی موقع نہیں ہے ؛

کیونکہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے خاطر خواہ انتظام کیا ہوا ہے۔ اول ملازمین کی ادنٰی سے اعلیٰ تک کی ضمانت لیجاتی ہے۔ پھر قانون کو تو ایسا کرنے کا مجاز نہیں۔ مگر شاذ و نادر ایسا کبھی متوقع ہوا ہو تو کافی سزا دیجاتی ہے۔ چونکہ ہماری مہربان گورنمنٹ کو بھی اپنے قانون اور انتظام کے لحاظ سے پورا اعتماد ہے۔ کہ ملازمین کا کوئی ایسا نہیں کر سکتے لہذا پبلک کو یہہ خیال نہ کرنا چاہئیے

آپ کا خادم

بھاگ۔ رام

جنرل نیک صاحب بہادر کی یادگاری کا انعام

نئے اور پرانے عہدنامے کی واقفیت کی بابت جو پنجابی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مقرر ہے

بشرطیکہ اُن کی عمر ۲۳ سال سے کم ہو۔ اور انہوں نے کسی مدرسہ علم الٰہی میں تعلیم نہ پائی ہو

یہہ امتحان ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں ہوگا۔ جو طلبار امتحان میں داخل ہوں گے اُن کے نام عمر ذات جائے پیدایش وغیرہ فہرست میں لکھے جاویں۔ اور مدرسے کا سرٹیفکیٹ فہرست کے ساتھ شامل ہو۔ پندرہ جون سنہ ۱۹۰۶ء تک یا اس سے پہلے پشاور میں پادری ایم ای۔ وگرم صاحب کے پاس فہرست بھیجی جاوے ؛

درجہ اعلیٰ ۔ اُن کے لئے جنہوں نے حصہ مڈل کی تعلیم یکم اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک ختم کی ہے ؛

درجہ ادنٰی ۔ اُن کے لئے جنہوں نے تاریخ مذکورہ بالا تک مڈل پاس نہ کیا ہو ؛

جس درجے میں کسی امیدوار نے انعام پایا ہو دوسری مرتبہ وہ اُس امتحان میں انعام کا مستحق نہ ہوگا ؛

پرچے اردو میں دیئے جائینگے۔ طلبار جواب اردو یا انگریزی میں دے سکتے ہیں۔ کامیاب ہونے کے لئے ۳۳ فی صدی نمبر ہر ایک پرچہ میں ہونے چاہئیں اور کل پرچوں میں ۴۵ فیصدی ؛

مضامین امتحان بابت سنہ ۱۹۰۶ء

درجہ اعلیٰ
(۱) سلاطین کی دوسری کتاب
(۲) انجیل یوحنا اور گلتیوں کا خط
(۳) نئے اور پرانے عہدنامہ سے عام سوالات (مسیحیوں کے لئے)

درجہ ادنٰی
(۱) سلاطین کی دوسری کتاب
(۲) انجیل متی ابواب ۵-۶-۷ حفظ کرنے

جو طلبار درجے اعلیٰ میں داخل ہوں اگر مسیحی نہیں تو اُن کو پہلے اور دوسرے پرچے کی اوسط تیسرے پرچے کی عوض میں جو سب سے مشکل ہے دیجاویگی ؛

اگر ہر چہار انعام مسیحی حاصل کریں تو اس حالت میں اُن کے علاوہ ایک دوسرا انعام جو تیسرے انعام کے مطابق ہے اسکو جو غیر مسیحی ہو اور جو وہ نمبروں میں پاس ہو دیا جاویگا جو طلبار درجہ ادنٰی میں غیر مسیحی ہیں اُن کو الگ نمبر دیئے جائینگے اور الگ انعام دیئے جائینگے ؛

ہر سال اعلیٰ درجوں میں مفصلہ ذیل انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں ؛

صہ۲۵ ، عہ۱۸ ، عہ۱۲ ، صہ

اسی طرح درجہ ادنٰی کے طلبائے کو یعنے (مسیحیوں کیواسطے) ؛

صہ۱۵ ، عہ ، صہ

اسی طرح درجہ ادنٰی کے طلبائے کو یعنے (غیر مسیحیوں کیلئے)

صہ۱۵ ، عہ۱۰ ، صہ

علاوہ انعامات نقد کے ہر ایک طالب علم کو ایک بائیبل یا کوئی دوسری مسیحی دین کی کتاب مفت عطا کی جاوے گی ؛

انتظام کی کمیٹی کا حکم — جون سنہ ۱۹۰۵ء

جناب ایڈیٹر صاحب

آپ نے جو اخبار نور افشاں مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت یسوع مسیح فی الحقیقت مصلوب ہوئے۔ ازروے قرآن شریف اور بائیبل مقدس آپ لوگ بالکل مغالطہ میں ہیں۔ ضد اور ہٹ دھرمی کو دور کیجیگا اور انصاف کی نظر سے دیکھئے۔ اور ظاہری آنکھوں کو بند کرکے دلی اور باطنی آنکھ سے غور کیجیگا۔ کہ قرآن شریف سیپارہ ۶ - لایحب آیت وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم ۝ وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک۔ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن ۝ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ۝ وکان اللہ عزیزاً حکیماً ۝ ترجمہ اور نہ اُسکو مار ڈالا گیا اور نہ سولی پر چڑھایا گیا لیکن وہی صورت بنگئی اُن منکروں میں سے ایک کی اور وہ اسجگہ شبہ میں پڑے ہیں اسکو مارا نہیں بیشک۔ بلکہ اسکو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اللہ زبردست ہے حکمت والا ؛

اس آیت کے یہہ معنی ہیں نظر غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ ضد کو دور کیجیے اور راہ راست پر آئیے۔ خداوند کریم آپ صاحبان کو راہ راست پر لاوے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حکم پر چلا وے اُنہوں نے جو فرمایا ہے انجیل شریف کے روسے فارقلیط آویگا اُسکی پیروی کرنا اُسکی بادشاہت ابد تک قائم رہیگی

والسلام

راقم عبد الکریم بقلم خود

آدمی کی دو خواہشیں

ہم مسیحی لوگوں کی دینی اصطلاح میں ایک جسم کی خواہش اور دوسری اس کے برخلاف ہے لیکن اول جسم کی خواہش کا ذکر کیا جاتا ہے یعنی جو افعال یا کام اس خواہش سے ظاہر ہوتے ہیں انکی فہرست نئے عہدنامہ کے مطابق حسب ذیل ہے جیسے مقدس پولوس فرماتا ہے کہ "اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں یعنی زناکاری۔ ناپاکی۔ شہوت۔ بت پرستی۔ جادوگری عداوتیں۔ جھگڑا۔ حسد۔ غصہ۔ تفرقے۔ جدائیاں بدعتیں۔ رشک۔ نشے بازی۔ ناچ۔ رنگ۔ اور اور ان کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں جیساکہ پیشتر بھی جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے۔ واضح رہے کہ اس خواہش کے افعال جسے ہم جسم کی خواہش سے نامزد کرتے ہیں دنیا میں برتے جاتے ہیں اور یہہ کام موجود دکھائی دے رہے ہیں اور ظاہر اور ہویدا ہیں۔ ہندو لوگ انکو اندریوں کا نتیجہ اور مسلمان نفس امّارہ۔ لوامہ توامہ وغیرہ کے افعال ٹھہرادیں یا کئی طرح کی تقسیم در تقسیم کرکے کچھ کیوں نہ قرار دیں بہرحال یہہ جسمانی کام ظاہر اور باہر ہیں۔ اور یہہ افعال بد اور گناہ گنے جاتے ہیں۔ اس دوسری چیز کا جو اس جسمانی خواہش کے خلاف ہے بعد میں ذکر کیا جاویگا اب اس کے برعکس بغور اور دقت دریافت کریں کہ آیا آدمی میں درآنحالیکہ جسم کے علاوہ ایک دوسری جسے زندگی یا روح کہا چاہئے موجود ہے۔ کوئی تقاضا ایسا بھی پایا جاتا ہے کہ اس خواہش یعنی جسم کی خواہش کے خلاف ہو اور نہ صرف خلاف ہو بلکہ وہ اپنے پھل بھی کبھی نمایاں کرتا اور اپنی امنگ دکھاتا ہو۔ اگر ایسا تقاضا آدمی میں موجود ہو تو اُسے انسان کے روحانی تقاضا کے نام سے موسوم کرنا واجب اور مناسب ہے۔ دیکھو ہم میں سے جب کوئی آدمی دوسرے آدمی کو کہتا ہے کہ تو جھگڑالو اور جنگجو یا فسادی ہے یا تو زناکار۔ بدمست اور شہوت پرست ہے یا تو جھوٹا اور بدعہد اور تہمت لگانیوالا ہے یا تو لالچی اور خودغرض اور فریبی دغاباز ہے وغیرہ۔ تو کیا وہ ایسی باتیں یا ان میں سے کوئی ایک بات سنکر برانگیختہ اور ناراض نہیں ہو جاتا؟ اگرچہ کبھی بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے ایک آدمی کسی سے بدزبانی سنکر اور گالی کھاکر ویسی ہی بدزبانی کرنے لگتا اور گالی دینے لگتا ہے گویا کہ وہ ثابت کرتا ہے کہ وہ آپ ہی ویسا ہی آدمی ہے کہ جس آدمی کی بدزبانی سے وہ ناراض ہوا ہے اور اسکو مکروہ اور گھنونا جانتا ہے ویسی ہی بدزبانی اور بداطواری خود دکھلاکر اپنے آپ کو مکروہ بنا رہا ہے تو بھی اسکی ناراضگی اس بات کا ثبوت ہے کہ اسمیں جسمانی خواہش کے علاوہ کوئی ایسا روحانی تقاضا موجود ہے جو جسمانی بداطواری کے نہایت برعکس ہے اور عین خلاف ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی کسی کی بداطواری سے رنج اور صدمہ نہ اٹھاتا۔ کیونکہ کوئی ناراض ہوتا ہے کہ اُسے خونی اور لڑاکا اور جنگجو اور فسادی نہ کہا جاوے اس لئے کہ اُسکی روح کا تقاضا ہے کہ وہ باخلق اور محبت اور پریم کرنے والا اور صلح کن اور امن پسند ہوتا۔ باوجودیکہ وہ اپنی ضمیری سرزنش سے جانتا ہے کہ درحقیقت وہ ایسا نہیں ہے۔ کم سے کم اتنا تو چاہتا ہے کہ وہ دنیا کے سامنے زناکار نہیں بلکہ صاحب عصمت اور پرہیزگار اور نیک نام ظاہر کیا جاوے اور چور نہیں بلکہ امانت اور دیانتدار گنا جاوے اور کبھی کبھی اس کے روحانی تقاضے کی امنگ یہہ ہوتی ہے کہ واقعی سچا آدمی اور اولوالعزمی کے ساتھ اپنے وعدہ کا وفادار ہو جاوے۔ اب اگر کسی آدمی سے یا اپنے آپ سے سوال کرکے پوچھو کہ کیا تو اپنی زندگی امن پسند اور محبتی اور سچی آدمی ہوکر گذارنے چاہتا ہے یا مفسدہ پرداز۔ یا زناکار اور بداطوار یا کہ صاحب عصمت اور پرہیزگار۔ تو انسان کی روح کا تقاضا نیک بنکے نیکنام ہونے کا دل میں فرحت بخش خیال کے ساتھ محسوس ہوگا لیکن ایسے روحانی تازگی بخش ارادہ کے ساتھ ایک افسوس اور حسرت کی آہ تہ دل سے پیدا ہوگی کیونکہ واقعی ہم نے اپنے اپنے دل کے منصوبوں اور خواہشوں کی جو جسمانی تقاضوں کی بنا پر ہم میں موجود ہیں زیادہ پیروی کی ہے اور خدا کے پاک حکموں کے خلاف چلے ہیں جو ہمکو کرنا لازم تھا وہ ہم نے نہیں کیا۔ اور جو ہمکو کرنا روا نہ تھا وہ ہم نے کیا ہے ؛

ہم نے اب اس چیز کے ذکر کرنے کا موقعہ پایا ہے جو جسم کی خواہش کے برخلاف اور انسانی روح کے ماسوا ہے۔ وہ انسانی روح نہیں بلکہ الٰہی روح ہے۔ اور جب تک وہ خدا کی روح کسی انسان کی روح کے ساتھ بالاتفاق نہ مل جاوے تب تک وہ کام جو ہمارے مسیحی اصطلاح کے بموجب روح کے پھل کہلاتے ہیں کسی انسان میں پائے نہ جائینگے اور دکھائی نہ دینگے۔ مقدس پولوس فرماتا ہے "مگر روح کا پھل محبت۔ خوشی۔ اطمینان۔ تحمل۔ مہربانی نیکی۔ ایمانداری۔ حلم۔ پرہیزگاری ہے ایسے ایسے کاموں کی کوئی شریعت مخالف نہیں اور جو مسیح کے ہیں انہوں نے جسم کو اُس کی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیا ہے" ؛

الراقم

میر عالم مسیحی۔ از دہلی۔ آئی خان

لودیانہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء صبح ۸ بجے زلزلہ محسوس ہوا

پنڈت دیانند کی حکمت عملی کا نظارہ

حال میں ہم ناظرین نورافشان کی توجہ کو اس پُر لطف مضمون کی طرف راغب کرتے ہیں کہ جس سے پنڈت صاحب کی حکمت عملی اور چالاکی کا پورا نمونہ مل سکتا ہے۔ حقیقت میں آپ جیسے لائق وفائق دانا و تجربہ کار محض کا ملنا دشوار ہے۔ کہ جنہوں نے بہت ہی مردہ مذہب ہنود میں از سرِ نو جان پھونکنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا حتے کہ بہت کوشش کی کہ کسی طرح حق کو ناحق کے لباس سے ملبس کریں مگر سپاس خدا کی کہ حق کا ناحق میں مخلوط ہونا امکان سے باہر ہے لیکن علاوہ اس کے تو بھی بوجہ فاسد فلاسفی چلانے کے انہوں نے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی طرح ست کو مغلوب کر کے آست کا تسلط قائم کریں۔ لیکن افسوس کو نہیں خیالوں میں آپ راہی ملک عدم ہوئے اور لہذا اپنے کام میں ناکامیاب رہے لہذا آپ کی وہ کوشش جو کہ اس امر کی نسبت جناب کر گئے ہیں اسوقت ہم ناظرین کی پیش نظر کرتے ہیں بجناب کے اعتقاد کی رو سے مول تت تین یعنی عالم موجودات کی پیدائش کے تئے تین علتوں یا کارنو کی اشد ضرورت ہے اور بدون کارنوں کے پنڈت صاحب کی نظر میں خدا دنیا کو نہیں بنا سکتا اس لئے آپ نے دنیا کے بنانے کے لئے تین کارن یعنی نمت۔ اوپادان۔ اور سادھارن کو قائم کیا ہے۔ تشریح مندرجہ ذیل ہے۔ نمت کارن اس کو کہتے ہیں۔ جو کسی چیز کو اپنے اختیار یا بے اختیار سے بنائے۔ اور اوپادان کارن وہ ہے کہ جس سے کوئی چیز بنائی جائے۔ اور سادھارن کارن جو ہر وقت کسی چیز بنانے کے سادھن کارآمد ہوں۔ مثال کے طور پر گھڑا بنانے والا کمہار نمت اور مٹی جس سے گھڑا بنایا جاتا اوپادان اور چاک ڈنڈا سوت وغیرہ جو سادھن گھڑے کی ترتیب میں ضرور ہیں ان کو سادھارن بولتے ہیں۔ اور بر این مثال پنڈت موصوف بجائے خالق کے ایشور کو بنانے والا تصور کرتے ہیں کہ ایشور بھی جیو پرکرتی سے عالم کو حالت عدم سے بناتا ہے مگر جب ستیارتھ پرکاش کا ملاحظہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت ممدوح الوصف وقت بر وقت اپنی حکمت عملی کو زیر عمل کیا کرتے تھے چنانچہ جیسا کہ پنجابی میں ایک مثل اس امر کی مصداق ہے کہ گنگا گئے تو گنگا داس اور جمنا گئے تو جمنا داس۔ بس یہی حال ستیارتھ پرکاش سے عیاں ہے دیکھو بعبارتہٖ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۳ (سوال) کیا کارن کے بنا پرمیشور کاریہ کو نہیں کر سکتا (جواب) نہیں۔ کیونکہ جس کا ابھاو ارتھات جو ورتمان نہیں ہے۔ اس کا بھاو ورتمان ہونا سراسر باطل ہے غرضیکہ اس طول طویل عبارت سے آپ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بغیر علت کے معلول کا ہونا ایسا ناممکن ہے کہ جس طرح بلا والدین کے تولد پانا محال ہے الخ پھر دیکھو صفحہ ۲۲۲ و صفحہ ۱۸۶۔ سوال۔ ایشور سرب شکتیمان ہے یا نہیں۔ جواب۔ ہے پرنتو جیسا تم سرب شکتیمان شبد کا ارتھ جانتے ہو ویسا نہیں کنتو سرب شکتیمان شبد کا یہی ارتھ ہے کہ ایشور اپنے کام ارتھات اوتپتی پالن پرلے وغیرہ اور سب جیوں کے پن پاپ کی یتھایوگ ویوستھا کرنے میں کنچت بھی کسی کی امداد نہیں لیتا یعنی اپنی لامحدود قدرت سے سب کام کو انجام تک پہنچا دیتا ہے۔ ان تمام حوالجات سے آشکارا ہے کہ پنڈت صاحب کے قریب خدا ناممکن بات نہیں کر سکتا اور بلا کارنوں کے سرشٹی کرم کو بھی انجام نہیں دے سکتا فی الجملہ ایشور محتاج ثابت ہے۔

اب آئندہ دیکھئے کہ عبارت مذکورہ سے بھی پنڈت صاحب انکاری ہیں اور معترف ہیں کہ بدوں سادھن کے بھی خدا سرشٹی بنا سکتا ہے۔ دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲ سوال۔ ایشور ساکار ہے یا نراکار یعنی غیر مجسم۔ اگر نراکار ہے۔ تو بغیر ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ سادھنوں کے جگت کو نہ بنا سکیگا اور اگر ساکار یعنی مجسم ہے تو کوئی دوش نہیں آتا۔ سو جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ ایشور نراکار ہے۔ اس لئے کہ جو مجسم ہے وہ ایشور نہیں ہو سکتا پس وہ شریر سے رہت ہے اگر رہت ہو تو اسکو طرح طرح کی عقوبتوں میں گرفتار ہونا پڑیگا مگر ایسے وصفوں کا موصوف جیو ہی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم بغیر ان اجزا کے کسی چیز کو نہیں بنا سکتے پرنتو ایشور جوان سے مستغنی ہے وہ اپنی انست و لامحدود قدرت سے سب کام کرتا ہے جو جیو پرکرتی سے کبھی بھی نہ ہو سکتے۔ جب وہ پرکرتی سے بھی سوکشم ہے اور انہیں دیا پک ہے تب ہی ان کو پکڑ کر جگدا کار کر دیتا ہے۔ صاحبان جائے غور ہے کہ دیانند صاحب حسب موقعہ گنگا و جمنا داس بنے رہے کسی نے کیا سچ کہا ہے کہ دو کشتیوں پر پاؤں رکھنے والا کبھی دریا کو عبور نہیں کر سکتا بعینہ یہی حال جناب کا ہے مطابق اشلوک مندرجہ ذیل

[illegible]
[illegible]
[illegible]

مذہب ہنود کا ایک فرقہ جسکو شاکتک یا وام رگی کے لفظ سے نامزد کرتے ہیں انکا یہہ قول ہے کہ بہتر شاکتک یعنی وام مارگی اور باہر شیو یعنی شیو کے پوجاری اور مجلس میں ویشنو یعنی وشنو پرست اپنے آپ کو جتاتے

ہیں۔ اور ایسے ہی ہر رنگ میں ہو کر سنسار میں پھرتے ہیں اسی کے بموجب پنڈت جی شل نظا کے مصداق ہیں کہ کہیں تو ایشور بنا کارنوں سب کام کر لیتا ہے اور کہیں پھر اسکو محتاج بالغیر بنا دیتے ہیں۔ نیز یہہ بھی دیکھنا چاہئے کہ آیا جس حالت میں ایشور بلا سویں کے دنیا کو مرتب کر سکتا ہے تو سوال یہہ ہے کہ سادہارن کارن جز پر کرتی ہے اور جب وہ جز کا غیر محتاج ہے تو کل کا ہونا واجبی ہے کیونکہ یہہ ایک عامہ قاعدہ مسلم ہے کہ جو کل میں ہے وہی جز میں بھی ہے اور اگر یہہ نہیں تو پنڈت صاحب کی منطق سراپا غلط ہے اور ناقابل اعتبار ہے۔ کہ ایک جگہ ایشور پرکرتی کا محتاج ہے اور دوسری جگہ غیر محتاج۔ ایسا ہونا ناممکن ہے ورنہ کل و جز دونو کا محتاج ہو کر سرشٹی کرم ست اسکو ہاتھ دھونا پڑیگا اور یہی بحث مدلل مطلوب ہے ؛

اِصلاح

اے آریہ صاحبان آپ کے لئے اصلاح واجبی ہے کہ آپ ستیارتھ پرکاش میں سے متضاد اختلال خیالات کو اختصار کر کے دیگر بار شائع کرائیں یہی عمل بہترین ہے ورنہ ایک ایک اصول کا بشل ورق افتراق کرنا امکان سے باہر نہیں ؛

الراقـــــم

پی۔ این۔ اودپال از دھرم کوٹ

تصحیح

۱۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے پرچہ کے پانچویں صفحہ کے پہلے کالم میں مسٹر ایڈورڈ صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول امرتسر کی عمر بجائے ۶۵ سال کے ۵۴ سال ہونی چاہئے تھی ؛ اے پیٹر از امرتسر

واقعات اور رائیں

چٹھی نمبر ۲۲۴۔ پی۔ مقام قلعہ بمبئی۔ مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ منجانب۔ جے سلیٹن صاحب آئی سی ایس۔ قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ بمبئی جیغہ نام بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ ہند۔ ضیغہ موم (حفظان صحت) ؛

میں حسب الہدایت یہہ اطلاع دیتا ہوں کہ جس کمیٹی کو حال میں گورنمنٹ ہند نے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ بمبئی میں عازمان حج کے متعلقہ انتظامات کے بارہ میں چند امور پر غور کرے۔ اس کمیٹی نے زور سے سفارش کی ہے کہ عازمان حج کو یہہ مشورہ دیا جائے کہ اگر وہ ارزان شرح پر ٹکٹ لینا چاہتے ہوں تو حتیقدر جلد ممکن ہو سکے بمبئی میں آجائیں اگر وہ رمضان کے بعد تک نہیں آئینگے تو تیسرے درجہ کے ٹکٹوں کی قیمت بہت بڑھ جائیگی پس یہہ درخواست کرتا ہوں کہ تمام عازمان حج کی توجہ اس امر کی طرف اس اشتہار کے ذریعہ سے مبذول کی جائے جو گورنمنٹ ہند آیندہ موسم حج کے متعلق انتظام کے بارہ میں مشتہر کرے ؛

ویل مچھلی کی عمر۔ ویل کی عمر کا اندازہ کرنا دراصل علماء علم الحیوانات کی دسترس میں ابھی تک واقعی اور یقینی طور پر نہیں پہنچا۔ مگر اس ناکامیابی کے سبب سے وہ اس تفتیش سے دستبردار نہیں ہوگئے واشنگٹن کی نیشنل میوزیم کے ڈاکٹر ٹرو صاحب کہتے ہیں کہ ویل مچھلی کی عمر کی بابت کوئی معین اور صاف تاریخ معلوم نہیں ہے۔ مگر میرا خیال یہہ ہے کہ بعض ویل مچھلیاں زیادہ سے زیادہ چالیس سال تک زندہ رہتی ہیں۔ اور یہہ خیال اس واقعہ پر مبنی ہے کہ ۱۸۹۰ء میں ایک ویل مچھلی ملی ہے جسمیں ویل مچھلی کے شکار کرنے کا ایک نیزہ پایا گیا جو خانہ جنگی کے وقت کے ایک جہاز کے قبضہ میں تھا۔ اس جنگ سے دس برس پہلے یہہ جہاز ویل مچھلی کے شکار کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ یہہ خیال کہ ویل مچھلی کی عمر ایک ہزار برس کی ہوتی ہے محض خیالی ڈھکوسلا ہی اور کسی مستند واقفیت پر مبنی ہے ؛

ضرورت

چرچ مشن ہائی سکول امرتسر کے لئے ایک مسیحی ایم اے یا بی۔ اے پاس اور تجربہ کار ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہی اگر ممکن ہو تو ٹریننگ کالج کا سرٹیفکیٹ بھی ہو۔ اور اعلیٰ سفارش رکھتا ہو تنخواہ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار بغیر گھر رہایش کے ہوگی۔ کل درخواستیں چرچ مشن ہائی سکول امرتسر کے پرنسپل صاحب کے نام آنی چاہئیں ؛

رسید زر

مسٹر ایس۔ ایس۔ ای داس۔ جلاپہاڑ	۱۲؍
مسٹر ایس۔ پی۔ ٹامس	۸؍
پادری۔ ای۔ جانس سماتھ	[illegible]
پادری۔ پی۔ سنگھ	۸؍
پادری۔ اے۔ ایچ۔ ایوینگ	۸؍
مسٹر۔ ایچ۔ ایل۔ لی۔ دہلی	۱؍
پروفیسر میا سنگھ آہلوالیہ بٹالہ اشتہار کیواسطے	۸؍
پادری ای گلفورڈ ترنتارن	۸؍
جی۔ ٹی۔ سالومن بیاور (راجپوتانہ)	۵؍
مسٹر پریم داس۔ ڈیرہ غازی خان	۶؍

اِشتہار

کیا آپ ہندی یا رومن اردو پڑھ سکتے ہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو ہندی اخبار "کاریگر" یا رومن اردو اخبار "شاہی خدمت" کو خرید کر کیوں نہیں پڑھتے؟ ان اخباروں کی تعداد اشاعت ۲۰۰۰ ہے۔ ان اخبار کے خریدار انکی نسبت یہہ شہادت دیتے ہیں کہ یہہ اخبار ہمارے لئے بہت عمدہ اور مفید ہیں۔ اور بڑی عمدگی سے چھپتے ہیں صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ روانہ فرما دیں اخبار آپ کی خدمت میں فوراً روانہ کیا جاویگا سالانہ قیمت اِن کی صرف تین آنہ ہے۔ درخواستیں پادری چارلس۔ ایچ۔ ٹامسن صاحب کے نام پر فتح پور ہنسوا کے پتہ پر آنی چاہئیں

اشتہار

سنڈے سکول میگزین فارسی اردو حروف میں جون ۱۹۰۱ء سے جاری ہے اور ۲۶×۲۰/۸ کے ۲۰ صفحوں پر ہر مہینے دفتر "المسیحی" امرتسر سے شائع ہوتا ہے اس میں سنڈے سکول کام کے طریق اور اُن کے متعلق خبریں اور نوٹ استادوں کے لئے ہدایات اور سبقوں کی تشریح بیبل کی نیچرل تواریخ وغیرہ اور دعا اور شکرگذاری کے متعلق مضامین چھپتے ہیں قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۱۲/۔ ایک پتہ پر چار یا زیادہ کاپیاں کے خریدنے والوں سے بہت رعایت کی جاتی ہے۔

درخواستیں و ترسیل زر بنام مسز ایم۔ ایل۔ رلیا رام شہر امرتسر ہونی چاہئے

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستائن برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پہ بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے۔ جس کسی کو چاہئے مینیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک مینیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا۔ لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ گ

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ” گ/۱ ” ۱۲/۱

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاویگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گ	۱۲/	عہ
چوتھائی کالم	۱۲/	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	عہ/
پورا کالم	عہ	عہ/	صہ
پورا صفحہ	صہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ مابعد کیلئے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ بچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

” ” ” معہ محصول عہ/

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے ایک میموریل کے متعلق بائبل کا امتحان۔ اس امتحان میں ۲۳ برس کی عمر کے اندر کے طلبا داخل ہو سکتے ہیں تمام پاس شدہ طلبا کو مبلغ ایکسو پچاس روپیہ انعام اور خوبصورت سرٹیفکیٹ دئے جائینگے۔ مضامین اور دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنیکے لئے (جو ۱۹۰۶ء کی جولائی میں منعقد ہوگا) ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو

پادری۔ ایم۔ ای۔ وگرم پشاور

پانچہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچہزار روپیہ انعام

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - ٹیل - سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو انکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے ہیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر ایم ایل سانگلی صاحب بہادر ایم ڈی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر ۔

۲ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اوتم دیوی عمرہ ۲۴ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتے ہوئی تھیں انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور ان شیاء کو جو دس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں مطلقاً کو نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ مرض امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و آنریری مجسٹریٹ لاہور و سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳ میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر موہن لال گھوش رائے بہادر ایل ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

۴ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپے انعام اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۵۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپے انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اس غرض کیلئے ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے

پادری ای ایم - ویری صاحب ڈی ڈی واڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم - داؤد کے اہتمام سے چھپا